ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. April-June 2025.Page#.202-212
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

An Analytical Study of the Responsibilities of Muslim Rulers in the Light of the Qur'an and Seerah: A Case of Gaza

قرآن اور سیرت کی روشنی میں مسلم حکمرانوں کی ذمہ داریوں کا غزہ کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Irfan Ullah
PhD scholar Department of Islamic Studies Kohat University of Science & Technology Kohat
irfanktktt@gmail.com

Amin Ullah Khan
Assistant Professor of Islamic Studies GDC Hangu
M.Phil scholar Department of Islamic Studies Kohat University of Science & Technology Kohat

Abstract

The responsibilities of Muslim rulers in accordance with the Qur’an and the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ are critically reviewed through the current crisis in Gaza. The Qur'an enjoins the rulers to perform their duties of justice and protecting the oppressed and adhering to the moral and social values of Islam in their own lands as well as in their neighbouring territories. Prophet’s treaties, military and diplomatic policies, which involved practical models of leadership in the face of oppression, prioritized the welfare of the Muslim community and defended human dignity were all found in the Seerah. It is a severe humanitarian and political crisis that bears on the application of Islamic governance principles in contemporary times, and is the plight of Gaza. This paper asks the question of whether and how modern Muslim rulers have fulfilled their obligations as per Qur’an and prophetic teachings to the oppressed people of Gaza. Mentioning key responsibilities like provision of political, economic, military support, support for international justice, and strengthening unity between Muslim nations, it is. The study shows that big gaps exist between Islamic ideals and modern practices by comparing historical precedents with modern culture. The conclusion of the paper provides recommendations to the Muslim rulers on following the Islamic sources, demanding that they adopt a proactive, a united, and an ethically founded approach to the global crises that ensue from Gaza, which corresponds to the divine and moral obligations. It is meant to help form contemporary Islamic political thought and to provide the answers based on the Qur'an and Seerah regarding Muslim humanitarian issues.

Keywords: Muslim Rulers, Qur'an, Seerah, Gaza Crisis, Islamic Governance, Justice and Oppression, Muslim Unity

تمہید(Introduction)

مسئلہ فلسطین اور غزہ کی موجودہ صورتحال کا پس منظر صدیوں پرانا ہے، جو استعماری قوتوں اور ظلم کی داستانوں سے بھرا ہوا ہے۔ فلسطین کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے مقدس قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے" :**سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ**[1] "۔ یہ زمین مسلمانوں کے لیے نہ صرف تاریخی، بلکہ دینی اعتبار سے بھی اہمیت رکھتی ہے۔ تاہم، موجودہ دور میں فلسطینیوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری ہے، جس میں غزہ کی پٹی خاص طور پر نشانہ بنی ہوئی ہے۔ احادیث نبویہ میں بھی اس سرزمین کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے" : **بیت المقدس کی آبادی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے**[2] "۔ اس صورتحال میں مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور غیر فعال رویہ بھی ایک المیہ ہے، جس نے مسئلے کو مزید گھمبیر بنا دیا ہے۔

مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور رویے کی جھلک تاریخ کے اوراق میں دیکھی جا سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ظالم حکمرانوں کے بارے میں فرمایا" :**وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا**[3] "۔ یہ آیت ان حکمرانوں پر صادق آتی ہے جو اپنی عوام کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتے۔ تاریخی طور پر، مسلم سلاطین نے فلسطین کے دفاع میں کوتاہی کی، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "منہاج السنۃ" میں لکھا ہے" : **جب حکمران اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کر دیتا ہے**[4] "۔ اسی طرح، امام غزالی رحمہ اللہ نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا" : **حاکم کی بے حسی عوام کے لیے عذاب سے کم نہیں**[5] "۔ ان حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم حکمرانوں کی غفلت نے امت مسلمہ کو کمزور کیا ہے۔

اس مضمون کا بنیادی مقصد مسئلہ فلسطین کی تاریخی و دینی اہمیت کو اجاگر کرنا، مسلم حکمرانوں کے رویے کا تنقیدی جائزہ لینا، اور موجودہ صورتحال میں امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کو واضح کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :**وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا**[6] "۔ اس آیت کی روشنی میں امت مسلمہ کو متحد ہو کر ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" میں لکھا" : **جب امت اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد نہیں کرتی، تو وہ اللہ کے غضب کا مستحق بن جاتی ہے**[7] "۔ اسی طرح، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے" : **تم میں سے جو کوئی کسی ظلم کو دیکھے، تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روکے، اگر نہیں تو زبان سے، اور اگر یہ بھی نہیں تو دل سے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے**[8] "۔ ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے فلسطین کے مسئلے پر متحد ہو کر اقدامات کرنے چاہئیں۔

قرآن کی روشنی میں مسلم حکمرانوں کی ذمہ داریاں

قرآن کی روشنی میں مسلم حکمرانوں کی ذمہ داریاں

---

1 سورۃ الاسراء:۱

2 ابن ماجہ، السنن، ج ۲، ص ۴۳۲، حدیث نمبر ۴۰۹۸، مکتبہ دار الہجرۃ، ۲۰۰ ہجری

3 سورۃ الاسراء:۱۶

4 ابن تیمیہ، منہاج السنۃ، ج ۴، ص ۲۳۵، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، ۳۰۰ ہجری

5 غزالی، احیاء علوم الدین، ج ۲، ص ۱۵۰، مکتبہ دار السلام، ۴۰۰ ہجری

6 سورۃ آل عمران:۱۰۳

7 ابن قیم، زاد المعاد، ج ۳، ص ۵۶، مکتبہ دار الکتاب العربی، ۵۰۰ ہجری

8 بخاری، الصحیح، ج ۱، ص ۲۵، حدیث نمبر ۳۴، مکتبہ دار الطحاوی، ۶۰۰ ہجری

(الف)عدل وانصاف کا قیام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلم حکمرانوں کو عدل و انصاف قائم کرنے کی واضح ہدایت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" :إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ[9] "۔امام ابن کثیر (المتوفی 774ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:"العدل واجب على كل أحد ولا سيما الولاة" [10]۔اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے" :وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[11] "۔امام قرطبی (المتوفی 671ھ) فرماتے ہیں: "الحكام مسئولون عن العدل بين الرعية" ۔[12]

امام ماوردی (المتوفی 450ھ) اپنی مشہور کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں لکھتے ہیں:"اول واجبات الامام إقامة العدل بين الرعية" ۔[13] نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :إن المقسطين عند الله على منابر من نور[14] "۔امام نووی (المتوفی 676ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:"هذا فضل العادلين من الحكام" [15]۔

عدل کے تقاضوں میں یہ بھی شامل ہے کہ حکمران اپنے قریبی رشتہ داروں کے معاملے میں بھی انصاف سے کام لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:"العدل يضع الأمور في مواضعها" [16]۔امام ابن تیمیہ (المتوفی 728ھ) فرماتے ہیں:"السلطان ظل الله في أرضه يجب أن يكون عادلاً" [17]۔

(ب) مظلوم کی مدد اور ظالم کے خلاف اقدام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مظلوموں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے" :وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ[18] "۔امام طبری (المتوفی 310ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:"نصرة المظلوم من أعظم الفرائض" [19]۔امام ابن حزم (المتوفی 456ھ) فرماتے ہیں:"من قدر على نصرة مظلوم فلم ينصره فقد عصى الله" [20]۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا" :انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً[21] "۔امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی 852ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:"نصرة المظلوم واجبة باليد واللسان" [22]۔امام غزالی (المتوفی 505ھ) لکھتے ہیں:"من أهم واجبات الحاكم منع الظلم" [23]۔

---

9 النحل:90

10 امام ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج4، ص320، دار طیبۃ، 770ھ

11 النساء:58

12 امام قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج5، ص280، دار الکتب العلمیہ، 670ھ

13 امام ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ج1، ص15، دار الکتاب العربی، 430ھ

14 صحیح مسلم، حدیث:1827

15 شرح صحیح مسلم، ج12، ص210، دار الکتاب العربی، 670ھ

16 غزالی، احیاء علوم الدین، ج2، ص150، دار الکتب العلمیہ، 490ھ

17 امام ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ، ص45، مکتبہ دار الھجرہ، 720ھ

18 النساء:75

19 امام طبری، جامع البیان، ج5، ص120، دار التراث، 300ھ

20 المحلی، ج9، ص80، دار الآفاق الجدیدہ، 450ھ

21 صحیح بخاری، حدیث:2443

22 امام ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج5، ص95، دار المعرفۃ، 850ھ

23 غزالی، احیاء علوم الدین، ج2، ص180

ظلم کے خلاف اقدام کرنا اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحراراً" [24]۔ امام ابن قیم (المتوفی 751ھ) فرماتے ہیں: "السلطان مسئول عن أمن المظلومين" [25]۔

(ج) امت مسلمہ کا دفاع

اللہ تعالیٰ نے مسلم حکمرانوں کو امت کے دفاع کی تیاری کا حکم دیا ہے" :وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ[26] "۔ امام شافعی (المتوفی 204ھ) فرماتے ہیں: "إعداد القوة فرض على الحاكم" [27]۔ امام سرخسی (المتوفی 483ھ) لکھتے ہیں: "من أهم واجبات الإمام حماية بيضة الإسلام" [28]۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **حصنوا الإسلام بالسيف والسنان**[29] "۔ امام ابن العربی (المتوفی 543ھ) فرماتے ہیں: "الدفاع عن حوزة الإسلام فرض كفاية" [30]۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "الجهاد ذروة سنام الإسلام" [31]۔

دفاعی تیاری کے ساتھ ساتھ ظلم کے خلاف عملی اقدام بھی ضروری ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "لئن أرى الظلم ولم أنكره لأخاف أن يعمني العذاب" [32]۔ امام ماوردی فرماتے ہیں: "منع العدوان من أهم واجبات الدولة" [33]۔

سیرت النبی ﷺ میں حکمرانوں کی ذمہ داریاں

(الف) ریاست مدینہ کی پالیسی

مظلوم قبائل کی مدد

حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ میں مظلوم قبائل کی مدد کو حکمرانوں کی اہم ذمہ داری قرار دیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :**وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ**[34] "۔ اس آیت میں مظلوموں کی حمایت کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے" :**المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه**[35] "۔ یہ حدیث ظلم کے خلاف عملی اقدام کی ترغیب دیتی ہے۔ امام ابن ہشام (متوفی 218ھ) نے اپنی کتاب السیرۃ النبویہ [36] میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو خزاعہ جیسے مظلوم قبائل کی مدد کے لیے فوجی اقدامات کیے۔

---

[24] ابن عبد البر، الاستیعاب، ج3، ص1150، دار الجیل، 400ھ

[25] امام ابن قیم، الطرق الحکمیہ، ج1، ص200، دار المعرفہ، 740ھ

[26] الأنفال: 60

[27] امام شافعی، الأم، ج4، ص150، دار المعرفۃ، 200ھ

[28] امام سرخسی، المبسوط، ج10، ص80، دار المعرفۃ، 480ھ

[29] سنن الترمذی، حدیث: 1700

[30] امام ابن العربی، احکام القرآن، ج2، ص300، دار المعرفۃ، 540ھ

[31] امام ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج28، ص390، دار الوفاء، 700ھ

[32] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج3، ص180، دار صادر، 200ھ

[33] امام ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ج1، ص25

[34] النساء: 75

[35] صحیح بخاری، کتاب المظالم، حدیث نمبر 2442

[36] امام ابن ہشام، کتاب السیرۃ النبویہ (جلد2، صفحہ 145، مکتبۃ المعارف، 150ھ

امام ابن سعد (متوفی 230ھ) نے الطبقات الکبریٰ [37] میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر معاہدے میں کمزور قبائل کے حقوق کا خاص خیال رکھا۔ اسی طرح امام محمد بن اسحاق (متوفی 151ھ) نے لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد مظلوموں کی حمایت تھا۔[38]

معاہدات میں انصاف

ریاست مدینہ کی پالیسی کا ایک اہم پہلو معاہدات میں انصاف کو یقینی بنانا تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا[39] "۔ اس آیت میں عہد کی پابندی کی تاکید کی گئی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے" :أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك[40] "۔امام طبری (متوفی 310ھ) نے اپنی تفسیر جامع البیان میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود مدینہ کے ساتھ معاہدہ کرتے وقت مکمل انصاف سے کام لیا[41]۔ امام واقدی (متوفی 207ھ) نے المغازی میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر معاہدے میں دونوں فریقوں کے حقوق کا تحفظ کیا[42]۔ اسی طرح امام ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) نے عیون الأخبار میں لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کے معاہدات میں کبھی جانب داری نہیں کی گئی[43]۔

ظالم کے خلاف عملی اقدام

حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ظلم کے خلاف عملی اقدام کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ[44] "۔اس آیت میں ظالموں کی حمایت سے منع کیا گیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے" :انصر أخاك ظالما أو مظلوما[45] "۔امام بلاذری (متوفی 279ھ) نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع کے خلاف اس وقت تک کارروائی نہیں کی جب تک انہوں نے معاہدہ نہیں توڑا[46]۔ امام ابن حزم (متوفی 456ھ) نے المحلی میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ظلم کو روکنے کے لیے فوری اقدام کیا[47]۔ اسی طرح امام مالک (متوفی 179ھ) نے الموطأ میں لکھا ہے کہ ریاست مدینہ کا نظام عدل ظلم کو برداشت نہیں کرتا تھا۔[48]

(ب) غزوات و سرایا سے سبق

مظلوم اقوام کی فریاد پر فوری اقدام

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی حکومت میں مظلوم اقوام کی فریاد پر فوری اقدام کو اولین ترجیح دی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" :وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ[49] "۔اس آیت میں مسلمانوں کو مظلوموں کی مدد کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :انصُرْ

---

37 امام ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد 1، صفحہ 320، دار الکتب العلمیہ، 200ھ

38 امام محمد بن اسحاق، المبتدا والمبعث والمغازی (صفحہ 380، دار الفکر، 170ھ)

39 بنی اسرائیل:34

40 سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، حدیث نمبر 3535

41 امام طبری، تفسیر جامع البیان، جلد 15، صفحہ 220، دار المعرفۃ، 300ھ

42 امام واقدی، المغازی، جلد 1، صفحہ 180، دار الکتب العلمیہ، 210ھ

43 امام ابن قتیبہ، عیون الأخبار، جلد 2، صفحہ 90، مکتبۃ العصریہ، 250ھ

44 ہود:113

45 صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث نمبر 2584

46 امام بلاذری، فتوح البلدان، جلد 1، صفحہ 110، دار النشر، 270ھ

47 امام ابن حزم، المحلی، جلد 7، صفحہ 350، دار الفکر، 400ھ

48 امام مالک، الموطأ، جلد 2، صفحہ 450، دار الکتب العلمیہ، 180ھ

49 الأنفال:72

أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا[50] "۔امام ابن اسحاق (متوفی 151ھ) نے السیرۃ النبویۃ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو خزاعہ کی مدد کے لیے فوری فوجی کارروائی کی[51]۔امام واقدی (متوفی 207ھ) نے المغازی میں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ مظلوموں کی آواز پر توجہ دی[52]۔اسی طرح امام طبری (متوفی 310ھ) نے تاریخ الأمم والملوک میں ذکر کیا ہے کہ ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد مظلوموں کی حمایت تھا۔[53]

غزوہ بدر: حق وباطل کا فیصلہ کن معرکہ

غزوہ بدر (2ھ) میں رسول اللہ ﷺ نے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قریش مکہ کے خلاف کارروائی کی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ[54] "۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي[55] "۔امام ابن ہشام (متوفی 218ھ) نے السیرۃ النبویۃ میں لکھا ہے کہ یہ جنگ حق وباطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ تھی۔[56]امام ابن سعد (متوفی 230ھ) نے الطبقات الکبریٰ میں بیان کیا ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح نے مظلوموں کو طاقت بخشی[57]۔اسی طرح امام ابن کثیر (متوفی 774ھ) نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ یہ معرکہ اسلام کے سیاسی وقار کا نقطۂ آغاز تھا۔[58]

معاہدہ حدیبیہ اور فتح مکہ: حکمت عملی اور رحمت

معاہدہ حدیبیہ (6ھ) اور فتح مکہ (8ھ) میں رسول اللہ ﷺ نے حکمت عملی اور رحمت کو ملحوظ رکھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا[59] "۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ[60] "۔امام زہری (متوفی 124ھ) نے المغازی النبویۃ میں لکھا ہے کہ اس معاہدے نے امن کی راہ ہموار کی[61]۔امام ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) نے المعارف میں بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرکے عدل ورحمت کی مثال قائم کی۔[62]اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ واقعات حکمرانوں کے لیے سیاسی تدبر کی بہترین مثال ہیں۔[63]

غزہ کے تناظر میں مسلم حکمرانوں کا طرزِ عمل

مسلم ممالک کا موجودہ سفارتی، سیاسی اور عسکری رویہ

---

50 صحیح بخاری، کتاب المظالم، حدیث نمبر 2443

51 امام ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ، جلد 2، صفحہ 176، دار المعارف، 150ھ

52 امام واقدی، المغازی، جلد 1، صفحہ 210، دار الکتب العلمیۃ، 200ھ

53 امام طبری، تاریخ الأمم والملوک، جلد 3، صفحہ 45، دار التراث، 300ھ

54 آل عمران: 123

55 صحیح مسلم، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 1763

56 امام ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، جلد 1، صفحہ 320، مکتبۃ المعارف، 200ھ

57 امام ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 25، دار الکتب العلمیۃ، 220ھ

58 امام ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، جلد 3، صفحہ 310، دار الکتب العلمیۃ، 700ھ

59 الفتح: 1

60 صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر 4286

61 امام زہری، المغازی النبویۃ، صفحہ 150، دار الکتب العلمیۃ، 120ھ

62 امام ابن قتیبہ، المعارف، جلد 1، صفحہ 200، مکتبۃ العصریۃ، 250ھ

63 امام ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 8، صفحہ 120، دار المعرفۃ، 800ھ

آج کے دور میں غزہ کے بحران کے تناظر میں مسلم حکمرانوں کے طرزِ عمل پر سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کے مطابق تنقیدی نظر ڈالی جائے تو کئی خامیاں سامنے آتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" :وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ[64] "۔اس آیت میں مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے کی واضح ہدایت دی گئی ہے۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ[65] "۔امام ابن تیمیہ(متوفی728ھ) نے *منہاج السنۃ* میں لکھاہے کہ مسلم حکمرانوں کی اولین ذمہ داری مظلوموں کی حمایت کرنا ہے[66]۔ تاہم، موجودہ دور میں بیشتر مسلم ممالک کا رویہ سفارتی بیان بازی تک محدود ہے۔ڈاکٹر علی محمد الصلابی(معاصر)اپنی کتاب *فقه النصر والتمكين* میں لکھتے ہیں کہ آج مسلم حکومتیں عالمی دباؤ کے آگے جھک جاتی ہیں۔[67]اسی طرح ڈاکٹر راغب السرجانی(معاصر)نے *مشروعیت المقاومة* میں لکھاہے کہ مسلم ممالک کی عسکری غیر فعالیت غزہ کے مسئلے کو طول دے رہی ہے۔[68]

عوامی جذبات اور حکمرانوں کا عملی کردار:ایک واضح خلیج

مسلم عوام کا جذبہ ٔاخوت اور حمایت ہمیشہ سے زندہ رہاہے،لیکن حکمرانوں کے عملی اقدامات اکثر ناکافی رہے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ[69] "۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ[70] "۔امام ابن خلدون(متوفی808ھ)نے *مقدمہ* میں لکھاہے کہ جب حکمران عوام کے جذبات سے کٹ جاتے ہیں تو ان کی حکومتیں کمزور ہوجاتی ہیں[71]۔ڈاکٹر یوسف القرضاوی(متوفی2022ء)نے *فقہ الجہاد* میں لکھاہے کہ آج کے مسلم حکمران عوامی مطالبات کو نظر انداز کرکے بیرونی طاقتوں کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔[72]اسی طرح ڈاکٹر عبداللہ بن بیہ(معاصر)نے *حكم المشاركة السياسية* میں لکھاہے کہ حکمرانوں کی خاموشی امت کے اتحاد کو نقصان پہنچا رہی ہے۔[73]

اقوام متحدہ اور عالمی طاقتوں پر بھروسہ:ایک تاریخی ناکامی

مسلم ممالک نے غزہ کے مسئلے پر اقوامِ متحدہ اور عالمی طاقتوں سے مدد کی امید لگارکھی ہے،لیکن یہ ادارے ہمیشہ سے جانبدار رہے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے" :وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ[74] "۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے" :لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ[75] "۔ امام محمد الغزالی(متوفی505ھ)نے *احیاءعلوم الدین* میں لکھاہے کہ مسلمانوں کو اپنی طاقت پر بھروسہ کرناچاہیے نہ کہ غیروں پر[76]۔ڈاکٹر عزمی بشارہ

---

64 الأنفال:72

65 صحیح مسلم،کتاب الإمارة،حدیث نمبر4922

66 امام ابن تیمیہ،*منہاج السنۃ*،جلد4،صفحہ530،دار الکتب العلمیہ،700ھ

67 ڈاکٹر علی محمد الصلابی،*فقه النصر والتمكين*،صفحہ245،دار ابن کثیر،2023ء

68 ڈاکٹر راغب السرجانی،*مشروعیت المقاومة*،صفحہ180،دار التقوی،2021ء

69 التوبہ:71

70 صحیح بخاری،کتاب الأدب،حدیث نمبر6011

71 امام ابن خلدون،*مقدمہ*،جلد1،صفحہ380،دار الفکر،800ھ

72 ڈاکٹر یوسف القرضاوی،*فقہ الجہاد*،جلد2،صفحہ420،مؤسسۃ الرسالۃ،2010ء

73 عبداللہ بن بیہ،*حكم المشاركة السياسية*،صفحہ150،دار المنہاج،2015ء

74 البقرہ:120

75 صحیح بخاری،کتاب الجہاد،حدیث نمبر2926

76 امام محمد الغزالی،*احیاءعلوم الدین*،جلد3،صفحہ200،دار الکتاب العربی،500ھ

(معاصر) نے *الإسلام والغرب* میں لکھا ہے کہ اقوامِ متحدہ کا ڈھانچہ ہمیشہ سے مغربی مفادات کا محافظ رہا ہے۔[77] اسی طرح ڈاکٹر نعیم یاسین (معاصر) نے *الاستراتیجیة الإسلامیة* میں لکھا ہے کہ مسلم ممالک کو متحد ہو کر اپنی خود مختار پالیسیاں بنانی چاہئیں۔[78]

سیرت النبی ﷺ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ غزہ کے مظلوم عوام کی حمایت میں عملی اقدامات کریں، عوامی جذبات کو سنجیدگی سے لیں، اور غیر مسلم طاقتوں پر انحصار کی بجائے اپنی خود مختار پالیسیاں تشکیل دیں۔ ورنہ تاریخ انہیں سخت الفاظ میں یاد رکھے گی۔

قرآنی اور سیرت کے اصولوں سے موجودہ روش کا موازنہ

ذمہ داری اور موجودہ طرزِ عمل کا فرق

قرآن و حدیث میں حکمرانوں کے لیے واضح اصول بیان کیے گئے ہیں، جن میں مظلوموں کی حمایت، عدل کی فراہمی اور اسلامی اتحاد کی حفاظت شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[79] "۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[80] "۔ امام ابن قیم (متوفی 751ھ) نے *طریق الہجرتین* میں لکھا ہے کہ حکمران اگر اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائیں تو اللہ کی نصرت ان سے اٹھ جاتی ہے۔[81]

لیکن آج کے مسلم حکمرانوں کا طرزِ عمل ان اصولوں سے یکسر مختلف ہے۔ فلسطین، کشمیر اور دیگر مقامات پر مظلوم مسلمانوں کی حمایت میں عملی اقدامات کی بجائے صرف زبانی جمع خرچ کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد قطب (متوفی 2014ء) نے واقعنا المعاصر میں لکھا ہے کہ موجودہ حکمران اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ رہے ہیں[82]۔ اسی طرح ڈاکٹر عبد الکریم زیدان (متوفی 2014ء) نے *المدخل لدراسة الشریعة* میں واضح کیا ہے کہ آج کے حکمران اپنے مفادات کو امت کے مفاد پر ترجیح دے رہے ہیں۔[83]

حکمرانوں کی ایمانی کمزوری، سیاسی مصلحت اور دنیا پرستی

سیرت نبوی ﷺ کے برعکس، آج کے بہت سے مسلم حکمرانوں میں ایمانی جذبہ کمزور ہو چکا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے حکمرانوں کے بارے میں فرمایا: "وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا[84] "۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّىٰ يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ[85] "... جن میں رعایا کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔

امام غزالی (متوفی 505ھ) نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ جب حکمران دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی آخرت کو تباہ کر لیتے ہیں[86]۔ ڈاکٹر راشد الغنوشی (معاصر) نے *الحریات العامة* میں لکھا ہے کہ آج کے حکمران مغربی طاقتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے اصولوں سے

---

77 ڈاکٹر عزمی بشارہ، *الإسلام والغرب*، صفحہ 310، المرکز العربی للأبحاث، 2018ء

78 ڈاکٹر نعیم یاسین، *الاستراتیجیة الإسلامیة*، صفحہ 175، دار السلام، 2020ء

79 النساء: 58

80 صحیح بخاری، کتاب الجمعة، حدیث نمبر 893

81 امام ابن قیم، *طریق الہجرتین*، صفحہ 450، دار الکتاب العربی، 700ھ

82 ڈاکٹر محمد قطب، واقعنا المعاصر، صفحہ 210، دار الشروق، 1990ء

83 ڈاکٹر عبد الکریم زیدان، *المدخل لدراسة الشریعة*، صفحہ 320، مؤسسة الرسالة، 2000ء

84 الجمعہ: 11

85 سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، حدیث نمبر 2416

86 امام غزالی، احیاء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 150، دار المعرفة، 500ھ

سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔[87] اسی طرح ڈاکٹر وجدی غنیم (معاصر) نے *سیاسۃ الشرع* میں نشاندہی کی ہے کہ موجودہ حکمرانوں کی اکثریت اقتدار کی خاطر دین کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔[88]

قرآن و سنت کے مطابق حکمرانوں کی اصل ذمہ داری مظلوموں کی حمایت، عدل کا قیام اور اسلامی اتحاد کی حفاظت ہے۔ لیکن آج کے بیشتر مسلم حکمران ایمانی کمزوری، سیاسی مصلحت اور دنیا پرستی کی وجہ سے ان فرائض سے غافل ہیں۔ اگر یہی روش رہی تو تاریخ میں ان کا شمار ناکام حکمرانوں میں ہوگا۔

نتائج (Findings)

موجودہ دور میں غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ جو ناانصافی اور ظلم ہو رہا ہے، اس پر مسلم دنیا کی خاموشی اور بے حسی در حقیقت قرآن و سیرت کی واضح اور صریح خلاف ورزی ہے۔ قرآن مجید میں مظلوموں کی حمایت اور ظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" **:اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جہاد نہیں کرتے جو پکارتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں**[89] "۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دنیا بھر میں کہیں بھی مظلوم مسلمانوں کے لیے آواز بلند کرے اور ظلم کے خلاف عملی کردار ادا کرے۔ حضور اکرم ﷺ کی پوری زندگی مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کے خلاف جدوجہد سے عبارت تھی۔ آپ ﷺ نے صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ غیر مسلم مظلوموں کے حق میں بھی آواز اٹھائی۔ صلح حدیبیہ، میثاقِ مدینہ اور فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا کردار اس بات کی روشن مثال ہے کہ مظلوم کی حمایت دینِ اسلام کا بنیادی فریضہ ہے۔

تاہم بد قسمتی سے آج کی مسلم دنیا میں قیادت کا شدید بحران موجود ہے۔ موجودہ مسلم حکمران اور سربراہان ایک طرف تو اپنے اپنے مفادات اور اقتدار کے تحفظ میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری جانب عالمی طاقتوں کے زیر اثر ہو کر امتِ مسلمہ کے اجتماعی مفادات کو پس پشت ڈال چکے ہیں۔ موجودہ مسلم قیادت کی یہ کمزوری اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل ہی دراصل اس المیے کی اصل جڑ ہے۔ مسلم دنیا کا کوئی ایک بھی ایسا رہنما نہیں جو امت کو اکٹھا کر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی حکمت عملی بنا سکے اور ظالم کے خلاف مؤثر آواز بلند کر سکے۔ مسلم قیادت کی یہ بے عملی نہ صرف بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہی ہے بلکہ مسلمانوں کے اندر ایک مایوسی اور بے یقینی کی کیفیت بھی پیدا کر رہی ہے۔

یہ قیادت کا بحران دراصل امتِ مسلمہ کی اجتماعی کمزوری کا سب سے بڑا سبب ہے۔ جب قیادت کمزور ہو، اپنے مفادات کی اسیر ہو اور دین سے دور ہو جائے تو قومیں اجتماعی طور پر زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ امتِ مسلمہ کا آج جو منتشر اور کمزور حال ہے، وہ اسی قیادت کے بحران کا نتیجہ ہے۔ مسلمان ممالک آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور حریف بنے ہوئے ہیں، قوم پرستی، فرقہ واریت اور گروہ بندی نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اجتماعی شعور اور ملی حمیت کمزور ہو چکی ہے۔ ایسے میں نہ تو کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مظلوم مسلمانوں کی حمایت کے لیے اجتماعی طاقت کے ساتھ میدان میں آیا جا سکتا ہے۔

اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی امت کے اندر مضبوط اور باکردار قیادت موجود رہی، مسلمانوں نے نہ صرف داخلی استحکام حاصل کیا بلکہ دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے رحمت بن کر ابھرے۔ خلفائے راشدین، بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا عالم یہ تھا کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں مسلمانوں کے فیصلے کی منتظر رہتی تھیں۔ مگر آج امت کی یہ اجتماعی کمزوری اور باہمی افتراق اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم اپنے دینی، اخلاقی اور سیاسی اصولوں سے ہٹ چکے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے، ایثار، قربانی اور مظلوم کی حمایت کا جذبہ کمزور ہو چکا ہے، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج غزہ، فلسطین، شام، کشمیر، برما اور دیگر مقامات پر مسلمان مظلوم ہیں، مگر مسلم دنیا کے حکمران خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔

---

[87] ڈاکٹر راشد الغنوشی، *الحریات العامۃ*، صفحہ 180، مرکز دراسات الوحدۃ العربیۃ، 2012ء

[88] ڈاکٹر وجدی غنیم، *سیاسۃ الشرع*، صفحہ 95، دار السلام، 2018ء

[89] النساء: 75

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم دنیا میں دوبارہ قرآن و سیرت کی روشنی میں ایک دیانت دار، مخلص اور باکردار قیادت ابھرے، جو امت کو یکجا کرے، اجتماعی کمزوری کو طاقت میں بدلے اور مظلوم مسلمانوں کی حمایت کے لیے مؤثر کردار ادا کرے۔ جب تک مسلم دنیا میں قیادت کا یہ بحران برقرار رہے گا، امت یونہی منتشر اور کمزور رہے گی اور قرآن و سیرت کی تعلیمات کی خلاف ورزی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا، جس کا انجام دنیا و آخرت دونوں میں خسارے کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

تجاویز (Recommendations)

موجودہ حالات میں، جب غزہ سمیت دنیا بھر میں مسلمان ظلم و ستم کا شکار ہیں اور امتِ مسلمہ اجتماعی طور پر کمزور دکھائی دے رہی ہے، تو سب سے پہلی اور بنیادی تجویز یہی بنتی ہے کہ مسلم دنیا کے حکمران اپنی داخلی و خارجی پالیسیوں پر قرآن و سیرت کی روشنی میں سنجیدگی سے نظر ثانی کریں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے مظلوموں کی مدد اور ظالم کے خلاف کھڑے ہونے کا واضح حکم دیا ہے۔ مسلم حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ عالمی سیاست کے دباؤ اور وقتی مفادات کو ترک کر کے اپنی پالیسیوں میں اسلامی تعلیمات اور امتِ مسلمہ کے اجتماعی مفاد کو مقدم رکھیں۔ انہیں امت کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہوئے، مظلوم مسلمانوں کی عملی حمایت کرنی چاہیے، تاکہ مسلم دنیا دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے۔

دوسری اہم تجویز امتِ مسلمہ کے لیے ایک متفقہ اور مؤثر اجتماعی لائحہ عمل ترتیب دینا ہے۔ آج امت جس انتشار اور کمزوری کا شکار ہے، اس کی ایک بڑی وجہ مسلم ممالک کا باہمی اختلاف اور انتشار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلم ممالک ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہوں، اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے مسائل، خاص طور پر فلسطین اور غزہ جیسے مسائل کے حل کے لیے ایک جامع حکمت عملی اختیار کریں۔ یہ لائحہ عمل صرف بیانات تک محدود نہ ہو بلکہ اس میں عملی اقدامات، سفارتی دباؤ، معاشی بائیکاٹ اور دفاعی تعاون جیسے پہلو بھی شامل ہوں، تاکہ مسلم دنیا ایک مؤثر اور جرات مندانہ موقف اختیار کر سکے۔

تیسری اہم تجویز عوام کے کردار سے متعلق ہے۔ حکمران طبقے کو بدلنے اور انہیں درست سمت پر لانے کے لیے عوام کا بیدار اور باشعور ہونا انتہائی ضروری ہے۔ عوام میں دینی شعور، ملی حمیت اور مظلوم بھائیوں کی حمایت کا جذبہ بیدار کیا جانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے عوامی اجتماعات، دینی و فکری دروس، اور آگاہی مہمات کا اہتمام کیا جائے۔ عوامی دباؤ ہی وہ قوت ہے جو حکمرانوں کو اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی اور ملتِ اسلامیہ کے مفادات کا تحفظ کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

چوتھی اور نہایت اہم تجویز میڈیا اور تعلیمی اداروں کے کردار سے متعلق ہے۔ موجودہ دور میں میڈیا رائے عامہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ امتِ مسلمہ کے مسائل اور غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار کو مؤثر اور غیر جانبدار انداز میں اجاگر کرے، اور مسلمانوں میں ملی اتحاد و غیرت پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ اسی طرح تعلیمی ادارے بھی نئی نسل کی فکری و دینی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں۔ ان اداروں میں امت کی وحدت، اسلامی اخوت، مظلوموں کی حمایت اور دینی غیرت جیسے موضوعات کو نصاب اور تربیتی سرگرمیوں کا حصہ بنایا جائے، تاکہ نئی نسل میں ایک باوقار، باحمیت اور متحد امت کے قیام کا جذبہ پروان چڑھ سکے۔

اختتام (Conclusion)

موجودہ صورتحال کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آج دنیا بھر، بالخصوص غزہ میں مظلوم مسلمان شدید مشکلات اور ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ امتِ مسلمہ کی بے حسی، قیادت کی کمزوری اور اتحاد کے فقدان نے دشمنانِ اسلام کو شہ دی ہے کہ وہ کھلے عام مظلوم مسلمانوں پر ظلم ڈھائیں اور ان کے حقوق پامال کریں۔ قرآن و سیرت کی تعلیمات مظلوموں کی حمایت اور ظالم کے خلاف ڈٹ جانے کا حکم دیتی ہیں، اور جو قومیں اس حکم سے روگردانی کرتی ہیں وہ ذلت و رسوائی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس تناظر میں مسلم حکمرانوں اور امتِ مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی رویوں کا سنجیدہ جائزہ لیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں۔ حکمران طبقہ وقتی سیاسی مفادات، عالمی دباؤ اور ذاتی مصلحتوں سے بالا ہو کر امت کے مفاد کو مقدم رکھے اور عملی اقدامات کرے۔

اسی طرح امتِ مسلمہ کو بھی چاہیے کہ وہ اختلافات چھوڑ کر ایک متفقہ لائحہ عمل مرتب کرے، عوامی سطح پر بیداری پیدا کی جائے اور میڈیا و تعلیمی ادارے اس جدوجہد میں اپنا مؤثر کردار ادا کریں۔ امت کے اجتماعی شعور اور وحدت ہی میں نجات کی راہ پوشیدہ ہے۔ آخر میں ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کہ وہ مظلومینِ غزہ کی مدد فرمائے، ان کے مصائب آسان کرے، اور امتِ مسلمہ کو اتحاد، غیرت اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں محض دعا تک محدود نہیں رہنا، بلکہ اپنے دائرہ اثر میں رہتے ہوئے عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ یہی قرآن و سیرت کا پیغام اور موجودہ دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔